# حضرت ابوبکرؓ کے سرکاری خطوط

از
(جناب ڈاکٹر خورشید احمد صاحب فارق استاذ ادبیات عربی دہلی یونیورسٹی)

## (۷)
## محاذِ شام

### ۴۰ - خالد بن ولید کے نام

سب سالار دریائے یرموک کی وادی کے قریب ایک میدان میں جمع ہوئے۔ دوسری طرف رومی فوجوں نے بزعم خود ایک ڈھب کی جگہ (جو ان کی ہلاکت کا سبب بنی) منتخب کی، ان کے عقب میں ایک گہری گھاٹی (واقوصہ) تھی، اس سے متصل دریا، اور سامنے خندق، آنے جانے کے لئے ایک راہ کھلی تھی۔ یرموک میں خیمہ زن ہونے کے بعد عرب سالاروں نے خلیفہ کو مطلع کیا کہ ہم سب اپنی اور آپ کی تجویز کے بموجب "یرموک" میں جمع ہوگئے ہیں، ہمارے سامنے دشمن کا لشکر جرار کیل کانٹے سے لیس حملہ کا منتظر ہے، اور گو ہمارا بھروسہ خدا اور اس کے کرم پر ہے، پھر بھی ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہماری فوج کم اور ہمارے ہتھیار نارسا ہیں، ہمیں رسد کی سخت ضرورت ہے خلیفہ نے محسوس کیا کہ مسلمان رسد سے زیادہ ایک ایسے سالار کے محتاج ہیں جو ان کے دلوں کو گرما دے اور ان میں خود اعتمادی کا شعور پیدا کر سکے ایسا سالار ان کو خالد بن ولید میں نظر آیا، جو اس وقت حیرہ کے شمال مغرب میں مشرقی فرات کے قصبوں اور فوجی نقطوں کو رام کرتے دریا کے کنارہ کنارہ شام اور جزیرہ (میسوپوٹامیہ) کی سرحد تک پہنچ کر حیرہ واپس ہو رہے تھے۔ ابوبکر صدیق نے ان کو یہ ارجنٹ مراسلہ بھیجا (صفر ۱۳ھ):-

"تم چل دو اور مسلمان فوجوں سے "یرموک" میں جا ملو۔ رومیوں نے

ان کو غمگین کر رکھا ہے جس طرح انھوں نے رومیوں کو۔ خبردار! پھر تم وہ حرکت نہ کرنا جو تم نے کی۔ خدا کے فضل سے کوئی دوسرا دشمن کو (زک دے کر) ایسا غمگین نہیں کر سکتا جیسا کہ تم کر سکتے ہو، نہ کوئی دوسرا مسلمانوں کے دل کی کلی کھلا سکتا ہے جیسا تم کھلا سکتے ہو۔ اے ابو سلیمان! دعا ہے کہ جہاد کی لگن اور خدا کے انعام سے تم ہمیشہ بہرہ ور رہو، اس لگن کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دو، خدا انعام بھی پورا پورا دے گا، تمکنت تمھارے دل میں ہرگز داخل نہ ہو ورنہ تمھارا سارا کیا دھرا مٹی میں مل جائے گا اور خدا تمھاری مدد سے ہاتھ اُٹھالے گا۔ اپنے کسی کام پر بھروسہ بھی نہ کرو، کیوں کہ کامیابی کا مدار (انسانی کوشش پر نہیں) اللہ عزوجل کے لطف و احسان پر ہے۔ اچھے بُرے عمل کی جزا بھی اس کے ہاتھ میں ہے۔"

(طبری ۴/ ۴۰ و ۴۶)

"خبردار پھر تم وہ حرکت نہ کرنا جو تم نے کی" اس کا اشارہ خالد کے خفیہ حج کی طرف ہے ذوالقعدہ سنہ ۱۲ھ میں خالد نے فراض (جزیرہ۔ شام کی سرحد) پر رومی و فارسی فوجوں کو شکست دی اور اُبلّہ سے لے کر فراض تک مشرقی و مغربی فرات کے سارے گاؤں دیہات اسلام کے ماتحت آگئے اس وقت ان کے دل میں خفیہ حج کا شوق پیدا ہوا، حج کو خفیہ رکھنے کا صحیح سبب ہم کو نہیں معلوم، وہ فوج کے پشتی دستوں کے ساتھ تھے، چند منتخب ساتھیوں کو لے کر چوبیس یا پچیس ذوالقعدہ کو فراض سے مکہ کو روانہ ہوئے اور ایک دشوار گذار مگر چھوٹے راستہ سے بھیس بدل کر مکہ میں داخل ہوئے، حج کر کے دھاوے مارتے لوٹے اور ابھی فوج کے پشتی دستے حیرہ پہنچے بھی نہ تھے کہ اُن سے آملے۔ خلیفہ کو خبر ہوئی تو انھوں نے خالد کا یہ فعل ناپسند کیا اور خط میں وہ جملہ لکھا جو آپ پڑھ آئے ہیں۔ اکثر مورخ اس خفیہ حج کے منکر ہیں۔ اس کی روایت اور تائید بس سیف بن عمر نے کی ہے۔

**خط کی دوسری شکل:** اس کو ابن مسکویہ نے تجارب الامم میں نقل کیا ہے:

"اپنی فوج لے کر چل دو اور مسلمانوں سے "یرموک" میں جا ملو۔ رومیوں نے ان کو غمگین بنا رکھا ہے۔ کوئی دوسرا دشمن کو (زک دے کر) ایسا غمگین نہیں کر سکتا جیسا تم کر سکتے ہو اور کوئی مسلمانوں کے دل کی کلی تمھاری طرح نہیں کھلا سکتا۔ ابوسلیمان! خدا سے دعا ہے کہ جہاد کی لگن اور خدا کے انعام سے تم ہمیشہ بہرہ ور رہو۔ اسی لگن کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دو، خدا انعام بھی پورا پورا دے گا۔ تمکنت ہرگز تمھارے دل میں داخل نہ ہو ورنہ تمھارا سارا کیا دھرا برباد ہو جائے گا، اور خدا تمھاری مدد سے ہاتھ اٹھا لے گا، اپنے کسی کام پر بھی بھروسہ نہ کرو، کیوں کہ کامیابی کا مدار (انسانی کوشش پر نہیں) اللہ عزوجل کے لطف و کرم پر ہوتا ہے، اچھے برے عمل کی جزا بھی اس کے ہاتھ میں ہے۔ مثنی بن حارثہ کو عراق میں اپنا نائب بنا دو، اور جب خدا کے فضل سے مسلمان شام فتح کر لیں تو تم اپنے عہدہ پر عراق لوٹ جانا"۔ تجارب الامم مخطوطہ رقم ۴۴۶۴، ۱/۱۸۳-۱۸۴، دارالکتب قاہرہ۔

یہاں ایک تصریح ضروری ہے اور وہ یہ کہ قدیم عرب مورخوں میں صرف سیف بن عمر کی رائے ہے کہ "جنگ یرموک" ابوبکر صدیق کے عہد میں ہوئی جیسا کہ مذکورہ خط اور اس کے سیاق و سباق سے ظاہر ہوتا ہے، دوسرے مورخ مثلاً ابن اسحاق، مدائنی اور ازدی بصری اس رائے سے متفق نہیں، وہ کہتے ہیں کہ جنگ یرموک ۱۵ھ میں عمر فاروق کے عہد میں ہوئی اور یہ کہ ابوبکر صدیق کے عہد میں جو جنگ ہوئی اور جس کے لئے خالد کو محاذِ عراق سے بدل کر محاذِ شام بھیجا گیا فلسطین کے شہر اجنادین میں لڑی گئی، ابن اسحاق اور مدائنی نے جنگ اجنادین کی تاریخ آخر ربیع الاول ۱۳ھ اور ابوبکر صدیق کی تاریخ وفات آخر ربیع الثانی ۱۳ھ بیان کی ہے (طبری ۴/۴۶) یہی تاریخیں دنوں کے کچھ ہیر پھیر سے سیف بن عمر نے بھی پیش کی ہیں۔ (طبری ۴/۳۲)

خط کی تیسری شکل : اس کا مآخذ فتوح الشام ازدی ہے۔ ازدی نے "جنگ یرموک" کا ذکر ابن اسحاق اور مدائنی کی طرح عمر فاروق کے عہد میں کیا ہے اور خط زیر بحث "جنگ اجنادین" کے ضمن میں بیان کیا ہے :-

"واضح ہو کہ جب تم کو میرا یہ خط ملے تو ان لوگوں کو چھوڑ کر جو تمھارے عراق پہنچنے سے پہلے وہاں موجود تھے، چل دو، اور اپنی فوج کے ان مردانِ کار کو ساتھ لے کر جو یمامہ میں تمھارے ہم رکاب تھے، یمامہ سے عراق کے سفر میں تم سے آملے تھے یا حجاز سے تمھارے پاس آگئے تھے، بعجلت تمام شام کا رُخ کرو۔ اور ابو عبیدہؓ[1] اور ان کی فوجوں سے مل جاؤ، وہاں پہنچ کر ساری فوج کے سالارِ اعلیٰ تم ہو گے، والسلام علیک۔" فتوح الشام ازدی بصری ص۵۵

ذیل کے سارے خط اور ان کے سیاق و سباق فتوح الشام ازدی سے لئے گئے ہیں۔ ازدی نے شام کی فتح جس خوبی سے بیان کی ہے، کسی دوسرے عربی مورخ نے نہیں کی۔ ان کے بیانات میں تفصیل ہی نہیں، خاصہ ربط اور تسلسل بھی موجود ہے، اس آخری صفت سے عربی کی اکثر تاریخیں عاری نظر آتی ہیں۔ ازدی نے مرکز اور محاذ کا کامیاب ذکر کیا ہے اور دونوں کے باہمی ربط کو بھی واضح کر دیا ہے جو خطوط کی صورت میں آپ ابھی ملاحظہ کریں گے۔ مرکز کے ذکر میں انھوں نے ایسی نئی تصریحات کی ہیں جن کو پڑھ کر ابو بکر صدیق کی سیرت میں بلندی اور جاذبیت پیدا ہو گئی ہے۔ ان تصریحات کے ضمن ابو بکر صدیق کی ان ہدایات کو خاص مرتبہ حاصل ہے جو محاذ پر بھیجتے وقت وہ اپنے سالاروں کو دیا کرتے تھے۔ چند مثالیں دلچسپی سے خالی نہیں ہوں گی اپنے پہلے سالار شام یزید بن ابی سفیان کو مدینہ سے وداع کرتے وقت انھوں نے کہا :

"یزید! میری ہدایت ہے کہ خدا سے ڈرتے رہنا، اس کی اطاعت کرنا، اور اس کی رضا کو ہر دوسری رضا پر ترجیح دینا، دشمن سے جنگ میں خدا تم کو فتح

[1] خالد کے آنے سے پہلے ابو عبیدہ کمانڈران چیف تھے۔

نصیب کرے تو کسی کے گلے میں لوہے کا طوق (یا پیروں میں بیڑیاں) نہ ڈالنا، نہ کسی کا مُثلہ کرنا، نہ دشمن سے دھوکہ اور بے وفائی کرنا۔ (لڑائی میں) بُزدلی نہ دکھانا، بچوں کو مارنا، نہ بوڑھوں کو اور نہ عورتوں کو، کسی پھل دار درخت کو مت کاٹنا اور نہ کھجور کے درختوں کو برباد کرنا، کسی جانور کی کونچیں نہ کاٹنا الّا یہ کہ کھانے کے لئے ایسا کرنا پڑے۔ تمہارا گذر ایسے لوگوں سے ہوگا جو خانقاہوں میں راہبانہ زندگی بسر کرتے ہیں، جو کہیں گے ہم نے اپنی زندگی خدا کی عبادت کے لئے وقف کردی ہے، ان سے بھی تعرض نہ کرنا۔ . . . . . . تم (شام میں) میرے پہلے سالار ہو، میں نے تم کو بہت سے معزز مسلمانوں کا حاکم بنا دیا ہے ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، ان کے حقوق و آبرو کی حفاظت کرنا، ان کے ساتھ نرمی اور رواداری سے پیش آنا، اور اپنے معاملات میں ان سے مشورہ کرنا۔۔۔۔"

(فتوح الشام ص۸)

جب دوسرے اور بڑے سالار ابو عُبیدہ بن جرّاح کوچ کی تیاری مکمل کر چکے تو ابو بکر صدیق ان سے ملنے آئے اور کہا: میری باتیں گوشِ ہوش سے سنو، تمہاری فوج میں بہت سے معزز خاندانی اور صالح لوگ ہیں، اور ایسے شہسوار جو اسلام سے پہلے "ننگ و ناموس" کی خاطر لڑتے تھے اور آج سچی لگن سے انعامِ ایزدی کے لئے لڑنے جارہے ہیں اپنے سب ساتھیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا، حق و انصاف کے معاملہ میں سب لوگ تمہاری نظر میں برابر ہوں۔۔۔۔" (فتوح شام ص۱۲)

ابو عبیدہ کی فوج میں یمن کی ایک معتدر شخصیت تھی: قیس بن ھُبیرہ مکشوح مُرادی، یہ اسود عَنسی کے کمانڈر ان چیف رہ چکے تھے اور کئی یمنی قبیلے ان کے زیرِ اثر تھے، جنگ کا بڑا تجربہ اور جنگی معاملات کی گہری سوجھ بوجھ رکھتے تھے۔ ایک بڑی جمعیت کے ساتھ ابو بکر صدیق کی دعوت پر شام میں لڑنے کی غرض سے مدینہ آگئے اور ابو عبیدہ بن جراح کے لشکر میں ضم کردیے گئے۔

ابوبکر صدیق ان الفاظ میں ابو عبیدہ سے اُن کی سفارش کرتے ہیں:

"تمھارے ساتھ ایک بڑا معزز آدمی ہے، عربوں کا ایک بڑا شہسوار، جس کی رائے اور بہادری سے مسلمان نہ جنگ نہ جنگی معاملات میں بے نیاز ہو سکتے ہیں، اس کو اپنا مقرب بنائے رکھنا، اور لطف و کرم سے اس کے ساتھ پیش آنا، اس پر ظاہر کرنا کہ وہ تمھارے لئے ضروری ہے، اور تم ہر طرح اس کے قدردان ہو، یہ رویّہ رکھو گے تو وہ تمھارا خیر اندیش رہے گا، اور تمھارے دشمن سے پوری کوشش اور سنجیدگی سے لڑے گا۔" (فتوح الشام صـ۲۱)

اب سُنئے قیس بن ھُبیرہ سے انھوں نے کیا کہا:

"تم کو ابو عبیدہ کے ساتھ جن کا لقب "امین" ہے، بھیج رہا ہوں، جن کی شان ہے کہ ظلم سہتے ہیں پر خود ظلم نہیں کرتے، ان سے کوئی برا سلوک کرتا ہے تو وہ معاف کردیتے ہیں، اگر کوئی تعلق توڑتا ہے تو وہ جوڑ دیتے ہیں، مسلمانوں پر بڑے مہربان ہیں، کافروں کے ساتھ نہایت سخت، ان کے حکم سے سرتابی یا ان کی رائے سے انحراف نہ کرنا، وہ تم کو کبھی ایسا حکم نہ دیں گے جس میں خیر اور بھلائی نہ ہو میں نے ان کو تاکید کردی ہے کہ تمھاری بات سنیں اور تمھارے مشورہ پر عمل کریں، تم ان کو جو رائے دو اس میں خدا کا خوف ضرور ملحوظ ہو، عہدِ جاہلیت میں جب گناہ کا دور دورہ تھا، ہم سنتے تھے کہ تم ایک معزز، بہادر اور تجربہ کار سردار ہو، اب تم اپنی شجاعت و لیاقت کو مسلمانوں کی سربلندی کے لئے مشرکوں کے خلاف صرف کردو، خدا تم کو اس کا بڑا انعام دے گا...."

فتوح الشام ازدی صـ۲۱)

خالد بن سعید بن عاص کو شام رخصت کرتے وقت ابوبکر صدیق نے فہمائش کی:

"تم نے میری رہنمائی کے لئے بہت اچھی نصیحتیں کیں جو میں نے گرہ میں باندھ

لی ہیں، اب میں تم کو کچھ ہدایتیں کرتا ہوں غور سے سنو اور اُن پر کاربند ہو، تم اسلام کے پُرانے شیدائی اور کارکن ہو اور اس حیثیت سے تمہارا رتبہ بہت بلند ہے، لوگ تمھاری طرف دیکھتے ہیں اور تمھارے مشورہ پر عمل کرتے ہیں، تم شام میں جہاد کرنے جس کا انعام خدا کی میزان میں بہت ہے، جارہے ہو، تمھاری سیرت ایسی ہونی چاہیئے کہ "عالم دین" دین پر ثابت قدم رہیں اور "جاہل" دین سے دلچسپی لے کر اس کے اچھے پیرو بن جائیں، اندھا دھند زندگی بسر کرنے والے نادانوں کو ڈانٹ ڈپٹ میں رکھنا، عام مسلمانوں کے خیرخواہ رہنا، سپہ سالار کو ایسے مشورے دینا جن سے حق کا بول بالا اور مسلمانوں کا بھلا ہو، تمھارا ہر کام "خوشنودیِ مولا" کے لئے ہو اور اس احساس سے گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو، خود کو مُردوں میں شمار کرلو! ہم سب عنقریب مریں گے پھر دوبارہ جِلائے جائیں گے اور ہمارے اعمال کا محاسبہ ہوگا، خدا ہمیں اور تمھیں توفیق دے کہ اس کی نعمتوں کا گن گائیں اور اس کی سزا سے ڈرتے رہیں۔"

(فتوح الشام ازدی ص۱۸)

شام کی فتح میں مسلمانوں کی اچھی سیرت نے تو یاوری کی ہی، کچھ حالات نے بھی ان کا ساتھ دیا۔ ہجرت سے کوئی چھ سال پہلے فارسیوں نے شام پر حملہ کر کے ملک کو پامال کر ڈالا تھا، کئی سال بعد رومی حکومت پھر شام میں لوٹ آئی، وہاں کے عوام دنیا کی دو سب سے بڑی (کسریٰ اور قیصری) بادشاہتوں کا تجربہ کر چکے تھے، اور یہ تجربہ بڑا تلخ تھا، دونوں کے نظام جابرانہ، حاکم ظالم اور فوجیں دست دراز تھیں، اس کے علاوہ شام میں عیسائی مذہبی تعصب نے ایک طبقہ کو غالب و فاتح اور دوسرے کو مغلوب و مفتوح بنا دیا تھا۔ رومی حکومت کا شام میں دوبارہ قبضہ ہوا تو لگان اور ٹیکس بڑھا دئے گئے، فلسطین کے جنوب میں عربی شامی سرحد کے (غسانی) عرب رئیسوں کو جو سالانہ مدد دی جاتی تھی۔ بند کر دی گئی (خلافت، کا عروج و زوال، تالیف ڈاکٹر سلیم میود)

۱۹۲۴ء ص۶۵) ان سب باتوں کا اثر یہ ہوا تھا کہ شام کے بہت سے لوگ جن میں عوام، رئیس اور مذہبی پیشوا سب شامل تھے رومی حکومت سے بددل ہو گئے تھے۔ مسلمانوں کو انھوں نے اپنے آقاؤں سے بہتر پایا، مسلمانوں کا ٹیکس بہت ہلکا تھا، جس کو لے کر وہ نہ تو فوجی خدمت طلب کرتے، نہ بیگار اور نہ رعایا کے مذہبی معاملات میں مداخلت کرتے۔ ازدی نے لکھا ہے کہ جب مسلمان کئی طرف سے شام میں گھس پڑے تو وہاں کی حکومت نے شہر شہر گاؤں گاؤں مراسلے بھیجے اور رعایا کو حملہ آوروں سے لڑنے کی دعوت دی بہت سے لوگ اس دعوت پر فوج میں بھرتی ہو گئے لیکن ایک خاصی تعداد ایسے لوگوں کی بھی تھی جو فوجی خدمت سے گریزاں تھے، جن کی ہمدردیاں عربوں کے ساتھ تھیں، جو دل سے چاہتے تھے کہ عرب جیتیں اور رومی حکومت کا خاتمہ ہو۔
(فتوح الشام ازدی ص۳۶)

ایک رومی مورخ کا حوالہ دیتے ہوئے ہِتّی نے اپنی تاریخ عرب میں لکھا ہے: "رومی حکومت عربی۔ شامی سرحد کے قلعوں کی داشت و پرداخت سے غافل ہو گئی تھی۔ ستمبر ۶۲۹ء میں رومیوں نے جب رسول اللہؐ کے بھیجے رسالوں کو بمقام مُوتہ[1] شکست دی۔ تو ہرقل نے وہ سالانہ مدد بند کر دی جو بحر میّت کے جنوب اور مدینہ۔ غزہ۔ جانے والی سڑک پر آباد قبائل کو دی جاتی تھی۔" (تاریخ عرب تالیف فیلپ ہِتّی ۱۹۳۷ء ص۱۴۳)

شام پر چڑھائی اوائل ۱۳ھ میں ہوئی لیکن سارے ملک پر قبضہ کرنے میں لگ بھگ چھ سال لگے اس عرصہ میں متعدد جنگیں ہوئیں جن میں دو بڑی سنگین تھیں: ایک جنگ اجنادین، دوسری جنگ یرموک۔ اجنادین کی جنگ۔ ابوبکر صدیقؓ کی وفات سے کچھ دن پہلے یعنی جمادی الاولی ۱۳ھ میں واقع ہوئی اور جنگ یرموک ۱۵ھ میں جب عمر فاروقؓ خلیفہ تھے۔ اکثر مورخوں کی یہی رائے ہے۔

---

[1] دیکھیے نقشہ

## ۴۱۔ ابو عبیدہ بن جرّاح کے نام

جس وقت ابوبکر صدیق کے الگ الگ بھیجے تین لشکر سرحد شام پہنچے اس وقت قیصر روم عیسائیت کے بڑے مرکز فلسطین میں براجمان تھا۔ اس کو خبر ملی کہ عربوں کے کمی لشکر دھاوے مارتے چلے آرہے ہیں ان کے نبی نے بشارت دی ہے کہ وہ شام فتح کریں گے، اس بشارت کو وہ شدنی امر سمجھتے ہیں، ان کو اس پر اتنا اعتماد ہے کہ انھوں نے بیوی بچوں کو بھی ساتھ لے لیا ہے۔ قیصر نے سارے ملک میں ہنگامی حالت کا اعلان کرا دیا، اس کی ساری دلچسپیاں سمٹ کر نئے خطرہ کا مقابلہ کرنے پر مرکوز ہوگئیں۔ علاقہ کے رومی حکام اور عیسائی عرب رئیسوں کا ایک اجتماع طلب بلایا اور یہ تقریر کی:

"اس دین کے ماننے والو! خدا تم پر بڑا مہربان تھا، اس نے تمھارے دین کو عزت و شرف بخشا اور اس کو فارسیوں، ترکوں بلکہ ساری اقوام پر غالب اور فاتح بنا دیا، اس کی وجہ یہ تھی کہ تم اپنے رب کی کتاب اور نبی کی اعلیٰ سنت پر عمل کرتے تھے۔ جب تم بدل گئے اور تمھاری سیرت خراب ہوگئی تو عربوں کو حوصلہ ہوا کہ تم پر حملہ کریں، بخدا میں نے کبھی ان کو درخورِ اعتنا نہ سمجھا، اور نہ کبھی مجھے اس بات کا اندیشہ ہوا کہ ان کے حملہ کی آزمائش میں ڈالے جائیں گے وہ ننگے پیر، ننگے جسم اور بھوکے چلے آرہے ہیں، بنجر زمین اور بارش کے قحط اور افلاس نے ان کو مجبور کر دیا ہے کہ تمھارے ملک پر حملہ کریں۔ ان کا مقابلہ کرنے نکل کھڑے ہو، اپنے دین، اپنے وطن، اپنی عورتوں اور بچوں کی خاطر ان سے لڑو، میں عازمِ سفر ہوں، تمھاری ضرورت بھر پیدل اور سوار فوج بھیجوں گا، میں نے تمھارے سالار مقرر کر دئیے ہیں، ان کا کہا ماننا۔" (فتوح الشام ازدی ص۲۲)

فلسطین میں تیاری مکمل کر کے قیصر شام کے صوبائی صدر مقاموں کے دورہ پر نکلا پہلے

دمشق آیا اور وہاں کے حکام و رؤسا کو بھرتی کے احکام دے کر شمالی صوبہ کے صدر مقام (حمص) پہنچا اور یہاں تقریر و تلقین سے لوگوں میں جنگی جوش پیدا کر کے انطاکیہ کا رُخ کیا۔ انطاکیہ شام کی شمالی سرحد کے خاتمہ پر پہاڑوں کی گود میں ایک اہم شہر تھا، اس کے کچھ دور بعد قیصر کی وہ قلمرو شروع ہو جاتی تھی جس پر اس کے آبا و اجداد کی پشت ہا پشت سے براہِ راست حکومت تھی انطاکیہ کو اس نے اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا، عربوں سے جنگ کی اعلیٰ نگرانی اپنے ہاتھ میں لی۔ میسوپوٹامیہ، آسیا صغریٰ، آرمینیہ اور سلطنت کے دوسرے صوبے داروں کو فوجوں اور ہتھیاروں کے لئے تاکیدی فرمان بھیجے۔

اس اثنا میں ابو بکرؓ صدیق کے مامور کردہ سالار سرحد پار کر کے شام میں داخل ہو چکے تھے کئی چھوٹی لڑائیاں بھی ہوئیں جن میں حملہ آور جیتے، اور کئی قلعوں کا محاصرہ ہوا، جن کے حاکموں نے صلح کر لی۔ قیصر کے انطاکیہ پہنچنے کے کچھ دن بعد ابو عبیدہ نے جابیہ پر قبضہ کر لیا، جابیہ صوبۂ دمشق کی مشرقی عمل داری میں سرحدِ شام کے مضافات میں ایک گاؤں تھا، اس کے آس پاس مزروعہ بستیاں تھیں جہاں سے غلّہ اور چارہ کی فراہمی آسان تھی۔ ابو عبیدہ کے پاس باقی دونوں سالاروں سے زیادہ فوج تھی، اور وہ مرتبہ میں بھی دونوں سے بڑے تھے یوں تو یزید اور شرحبیل اپنے اپنے میدانِ عمل میں خود مختار تھے لیکن ان کو حکم تھا کہ اگر تینوں کسی ایک جگہ جنگ میں شریک ہوں تو سالارِ اعلیٰ ابو عبیدہ ہوں گے۔ جابیہ بہت بڑی چھاؤنی بن گئی، جہاں مرکز سے برابر دستے اور رسالے آ کر جمع ہوتے پھر وہاں سے دوسرے سالاروں کو حسبِ ضرورت بھیج دیئے جاتے

ابو عبیدہ کے مقامی جاسوسوں نے خبر دی کہ قیصرِ روم شام کا دورہ کرتا، شامیوں میں جنگی حرارت پیدا کرتا اور بھرتی کے احکام دیتا، انطاکیہ چلا گیا ہے، جہاں اس نے اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا ہے اس نے "ایسے لشکر تیار کئے ہیں جو اس کے باپ دادا یا کسی اور بادشاہ نے کبھی نہیں کئے۔" عنقریب یہ لشکر مسلمانوں سے متصادم ہونے آنے والے ہیں۔ ابو عبیدہ نے صورتِ حال سے مطلع کرنے کے لئے ابو بکرؓ صدیق کو ایک خط لکھا جس میں تھا:

"مجھے خبر ملی ہے کہ شاہِ روم ہرقل انطاکیہ میں فروکش ہوا ہے، اس نے اپنی بیرونِ شام قلمرو سے فوجیں بلائی ہیں، یہ فوجیں اس کے پاس روانہ بھی ہو چکی ہیں، میں نے مناسب سمجھا کہ آپ کو صورتِ حال سے مطلع کروں تاکہ آپ مناسب کارروائی کریں۔" (فتوح شام ازدی صفحہ ۲۴)

ابوبکر صدیق نے جواب دیا:۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ تمہارا خط ملا، شاہِ روم کے بارے میں تم نے جو لکھا ہے میں نے ذہن نشین کیا۔ اس کے انطاکیہ میں قیام پذیر ہونے کے معنی ہیں کہ وہ اور اس کی فوجیں شکست کھائیں گی اور تم اور مسلمان اللہ کے فضل سے فتح حاصل کروگے۔ تم نے یہ جو لکھا ہے کہ تم سے لڑنے کے لئے وہ اپنی ساری قلمرو سے فوجیں جمع کر رہا ہے تو یہ ایسی بات ہے جس کے رونما ہونے کا ہمیں اور تمھیں پہلے سے علم تھا، کوئی قوم اپنا اقتدار اور اپنا ملک لڑے بغیر نہیں چھوڑا کرتی۔ خدا کا شکر ہے تم جانتے ہو کہ بہت سے مسلمان پہلے ان سے لڑ چکے ہیں جن کو موت اتنی پیاری تھی جتنی اُن کے دشمن کو زندگی۔ جن کو لڑائی کے صلہ میں خدا اجرِ عظیم عطا کرے گا، جو جہاد فی سبیل اللہ کو اپنی باکرہ بیویوں اور چُنی دولت سے زیادہ عزیز رکھتے تھے، جن کا ایک مرد، مشرکوں کے ہزار آدمیوں سے بہتر تھا۔ (ان جاں نثاروں کی مثال سامنے رکھ کر) میرے لشکر سے ان کا مقابلہ کرو اور تعداد کی کمی سے نہ گھبراؤ۔ اللہ تمہارے ساتھ ہے، پھر بھی انشاء اللہ میں تمھارے پاس اتنی رسد بھیجوں گا جس سے تم مطمئن ہو جاؤگے اور جس سے زیادہ کی تم کو خواہش نہ رہے گی، والسلام علیک۔"

(فتوح الشام ازدی صفحہ ۲۴)